الدین ملتانی بریلوی احمد رضا کی مخالفت کر کے کافر ٹھہرا؟

سوال نمبر 156 ۔احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

امیر المومنین فاروق اعظمؓ نے جانوران صدقہ کی رانوں پر حبس فی سبیل اللہ داغ فرمایا تھا۔ (فتاوی رضویہ۔ص **640**۔ جلد **21**)

جبکہ مفتی اقتدار احمد لکھتا ہے:

کیا فاروق اعظم ان تمام تصورات لرزہ خیز سے آنکھیں بند کئے تھے۔کیا فاروق اعظم پر اسماء الہیہ کی عزت وادب لازم نہ تھا۔کیا یہ جھوٹی تہمت بنا کر فاروق اعظم کے دشمن رافضیوں کی نگاہ میں فاروق اعظم کو بدنام کرنے کی حماقت نہیں؟۔۔۔کیا فاروق اعظم کی عزت پر ایسے مضطرب ومشکوک ومجہول اقوال کو رد نہیں کیا جاسکتا؟ اور ایسے بے فکرے صاحبان فتاوی کو قدم فاروقی پر قربان نہیں کیا جاسکتا؟ اب بتایئے ایسی مضطرب روایات پر مدعی علیہ کا اتنی بڑی گستاخی بے ادبی کی بنیاد رکھنا کہاں تک روا ہے۔

(نقش نعل پاک پر اسماء مبارک لکھنا۔اقتدار احمد نعیمی۔ص **53,54**)

اب بریلوی حضرات یہ بتادیں کہ احمد رضا خان بے ادب،گمراہ اور حرام کام کرنے والا ہے یا کہ اقتدار احمد صاحب اعلی حضرت کی مخالفت کر کے کافر ٹھہرے؟

سوال نمبر 157 ۔غلام معین الدین شاہ گولڑہ شریف لکھتے ہیں:

ہر اک رنگ میں اپنی رنگت دکھا کر — زمانے میں بہروپیا بن کے آیا

(اسرار المشتاق۔ص **27**)

{گولڑہ شریف سے بیان ہونے والا ہر لفظ اور لکھا جانے والا ایک ایک جملہ دلیل وحجت اور سند کی حیثیت رکھتا ہے}۔

(ازالۃ الریب عن مقالۃ فتوح الغیب۔اشرف سیالوی۔ص **1**)}

جبکہ احمد رضا خان لکھتا ہے:

رسول خدا کو روپ بدلنے والا ،کھیل کھیلنے والا ،بہروپیا کہنا ان کی توہین اور کفر ہے۔(فتاوی رضویہ۔جلد **15**۔ص **401**۔احمد رضا خان)

بریلوی حضرات یہ بتادیں کہ کیا گولڑوی اور سیالوی سلسلے کافر ٹھہرے یا کہ احمد رضا ان سلسلوں کو کافر کہنے سے خود کافر ٹھہرا؟

سوال نمبر 158 ۔احمد سعید کاظمی لکھتا ہے:

لفظ حاضر اپنی حقیقی ولغوی معنی کے اعتبار سے اللہ تعالی کی شان کے ہرگز لائق نہیں۔

(تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر۔احمد سعید کاظمی۔ص **10**)

اسی لیے متاخرین کے زمانہ میں بعض لوگوں نے اللہ تعالی کو حاضر وناظر کہنا شروع کیا تو اس دور کے علماء نے اس پہ انکار کیا۔بلکہ علماء نے اس اطلاق کو کفر قرار دے دیا۔

(تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر۔احمد سعید کاظمی۔ص **10**)

مفتی احمد یار خاں لکھتا ہے:

خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے۔

(جاء الحق۔مفتی احمد یار خاں صاحب۔ص **162**)

احمد رضا خاں لکھتا ہے:

اللہ کے لیے حاضر وناظر کا لفظ استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

(فتاوی رضویہ۔جلد **14**۔ص **640.688**)

اللہ کے لیے یہ لفظ استعمال کرنا بہت برے معنی رکھتا ہے۔

(فتاوی رضویہ قدیم۔جلد **6**۔ص **132.157**)

اللہ کے لیے اس لفظ کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(فتویٰ رضویہ۔فہارس۔ص 384)

اللہ کے اسماء میں شہید و بصیر ہے اس کو حاضر وناظر نہ کہنا چاہیے۔

(فتویٰ رضویہ۔فہارس۔ص 384)

جبکہ قرآن میں ہے:

القرآن: ہم ان کے حکم کے وقت حاضر تھے۔

(کنزالایمان۔سورہ انبیاء۔آیت 78۔احمد رضا خان)

نقی علی خان لکھتا ہے:

اگر خدا کو حاضر ناظر نہیں سمجھتا تو محض جاہل ہے۔

(سرور القلوب۔نقی علی خان۔عبدالحکم شرف قادری کی تائید۔ص 216)

عبدالسمیع انصاری لکھتا ہے:

کوئی ایسا نہیں جو عرش سے لے کر تاتحت الثری ہر مکان ہر آن میں اللہ تعالیٰ کی طرح حاضر وناظر ہو۔ (انوار ساطعہ۔ص 432۔مولانا عبدالسمیع انصاری۔تقریظ احمد رضا خان)

احمد یار خاں نعیمی لکھتا ہے:

التحیات میں کہتا ہے "السلام علیک" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی جس طرح اللہ کو حاضر ناظر مانے اسی طرح حضور کو بھی۔ (تفسیر نعیمی۔جلد 1۔ص 58۔احمد یار خاں)

مفتی نظام الدین ملتانی لکھتا ہے:

ہر وقت اور ہر لحظہ خداوند کریم کی ذات کو حاضر وناظر سمجھنا چاہیے

(انوار شریعت۔ص 471۔ج 1۔)

اب بریلوی حضرات یہ بتادیں کہ کاظمی نعیمی اور اعلیٰ حضرت قرآن کی مخالفت کر کے کافر ٹھہرے یا کہ نقی علی ،عبدالسمیع ،مفتی نظام الدین صاحبان اعلیٰ حضرت اور نعیمی کی مخالفت کر

کے کافر ٹھہرے؟

سوال نمبر 159 ۔مفتی محمد خلیل خان برکاتی لکھتے ہیں:

جس روز حضرت سلطان المشائخ کے یہاں مجلس سرور وسماع ہوتی ہے اس روز حضرت خضر علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور لوگوں کے جوتوں کی نگہبانی فرماتے ہیں۔

(سبع سنابل۔ص 147)

جبکہ مفتی اقتدار احمد لکھتا ہے۔:

یہ جملہ سخت ترین گستاخی ہے۔حضرت خضر اللہ کے نبی ہیں اور اسطرح کے بے ہودہ جملے ان کی شان میں بولنے بدتمیزی کی حد ہے۔۔۔۔۔یہ مترجم صاحب یا کاتب کی چشم پوشی ہے۔سخت گناہ ہے اگر مفتی خلیل یا کاتب حیات ہیں تو ان سے توبہ کروائی جائے۔

(تنقیدات علیٰ مطبوعات۔مفتی اقتدار احمد۔ص 4-5)

بریلوی حضرات یہ بتادیں کہ کیا مفتی محمد خلیل صاحب حضرت خضر کی توہین کر کے کافر ٹھہرے یا کہ اقتدار احمد نعیمی کا فتویٰ غلط ہے؟

سوال نمبر 160 ۔غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

حق یہ ہے کہ باوجود گناہ پر قادر ہونے کے گناہ سے اجتناب کے ملکہ اور مہارت کو عصمت کہتے ہیں۔(انبیاء گناہ پر قادر ہونے کے باوجود گناہ نہیں کرتے)

(مقالات سعیدی۔غلام رسول سعیدی۔ص 85)

جبکہ مفتی اقتدار احمد لکھتا ہے۔:

اگر کسی بدبخت گستاخ مصنف نے یہ لکھ دیا کہ نبی گناہ کر سکتا ہے مگر کرتا نہیں ہے گو وہ مصنف خود ابلیس وشیطان ہے۔ (تفسیر نعیمی۔جلد 16۔ص 916۔مفتی اقتدار احمد نعیمی)

بریلوی حضرات یہ بتادیں کہ کیا اقتدار احمد نعیمی کے فتوے سے غلام رسول سعیدی ابلیس و

الهدیۃ الرضیۃ للحضرۃ الغوثیۃ الملقبۃ بہ
تسکین الخواطر
فی مسئلۃ الحاضر والناظر
از
امام اہلسنت غزالئ زماں
رازئ دوراں حضرت علامہ
سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز
ناشر
کاظمی پبلی کیشنز
جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

الهدیۃ الرضیۃ للحضرۃ الغوثیہ الملقبۃ بہٖ

تسکین الخواطر

فی مسئلہ الحاضر والناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تسکین الخواطر

فی

مسئلة الحاضر و الناظر

لفظ حاضر و ناظر کے معنیٰ کی تحقیق

حاضر کا مادہ "حضر" اور ناظر کا مادہ "نظر" ہے۔ حضر سے "الحضور" مصدر بنا۔ جس سے حاضر مشتق ہوا۔ حضر، حضور اور حاضر کے بہت سے معنے کتب لغت میں مرقوم ہیں۔ مثلاً حضر کے معنی پہلو، نزدیکی، صحن، حاضر ہونے کی جگہ وغیرہ ہیں اور حاضر کے معنیٰ شہروں اور بستیوں میں رہنے والا، بڑا قبیلہ وغیرہ آتے ہیں۔ یہ تمام معانی منجد مختار الصحاح اور مجمع بحار الانوار وغیرہ کتابوں میں درج ہیں۔(۱)

ان کے علاوہ جن معنے سے ہماری بحث خصوصیت کے ساتھ متعلق ہے، ان کی تفصیل یہ ہے۔ حضر، حضرۃ، حضور سب کے معنیٰ ہیں سامنے ہونا اور حاضر کے معنیٰ ہیں سامنے ہونے والا۔

جو چیز کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے ہو اسے حاضر کہتے ہیں۔ منجد،

---

(۱) المنجد ص۱۳۴ الحضر ایضاً والحضرة خلاف الغيبة، الجنب، القرب، ایضاً مكان الحضور ذاته الحاضر ایضاً الحی العظیم. الحاضر (فا) ساكن الحضر خلاف البادی، مجمع بحار الانوار جلداول ص۲۷۵ الحاضر المقیم فی المدن والقرى مختار الصحاح ص۱۵۹ (حاضر) بموضع كذا ای مقیم به.

صراح اور مختار الصحاح میں ہے کہ حضرۃ اور حضور غیبۃ کی ضد ہیں۔(۱) اور لغتِ قرآن کی مشہور کتاب مفردات (۲) امام راغب اصفہانی میں یہ بھی لکھا ہے کہ جو چیز سامنے نہ ہو یعنی حواس سے دور آنکھوں سے پوشیدہ ہو اسے غائب اور غیب کہتے ہیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ حاضر غائب کی ضد ہے اور اس کے بعد یہ بھی معلوم ہو گیا کہ غائب اسے کہتے ہیں جو حواس سے دور ہو اور نگاہوں کے سامنے نہ ہو تو اب یہ بات ثابت ہو گئی کہ حاضر اسی کو کہا جائے گا جو حواس سے پوشیدہ نہ ہو اور کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے موجود ہو۔

ہمارے اس روشن بیان سے ناظرین کرام نے اچھی طرح سمجھ لیا ہو گا کہ لفظ حاضر اپنے حقیقی لغوی معنی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی شان کے ہرگز لائق نہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ شہروں اور بستیوں میں رہنے اور قبیلہ ہونے سے پاک ہے۔ جتنے معانی لفظ

---

(۱) صراح ص۲۰۷ الحضور حاضر شدن نقیض الغیبۃ (حضور کے معنیٰ حاضر ہونا غیبت کی نقیض ہے) مختار الصحاح ص۱۵۹ الحضور ضد الغیبۃ (حضور غیبت کی ضد ہے، یقال حضرت القاضی امرأۃ (کہا جاتا ہے عورت قاضی کے سامنے حاضر ہوئی۔)

(۲) مفردات راغب مطبوعہ مصر ص۳۷۲،۳۷۳ الغیب مصدر غابت الشمس وغیرھا اذا استترت عن العین یقال غاب عنی کذا قال اللہ تعالیٰ "اَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِيْنَ" واستعمل فی کل غائبۃ عن الحاسۃ والغیب غابت الشمس کا مصدر ہے جب سورج وغیرہ آنکھ سے اوجھل ہو جائے یعنی نگاہوں کے سامنے نہ رہے تو محاوراتِ عرب میں "غابت الشمس" کہا جاتا ہے ایک محاورہ "غاب عنی کذا" بھی ہے (فلاں چیز مجھ سے غائب ہو گئی) قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ مجھے کیا ہے؟ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا "اَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِيْنَ" کیا وہ غائب ہے؟ اہل علم غور فرمائیں کہ معانی منقولہ کے اعتبار سے کیا اللہ تعالیٰ پر لفظِ حاضر کا اطلاق ممکن ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیراً ۱۲ منہ

حاضر کے منقول ہوئے اللہ تعالیٰ ان سب سے منزّہ ومبرّا ہے۔ قرآن کریم شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ حواس اور نگاہوں کے ادراک سے بھی بلند وبالا ہے۔

دیکھئے قرآن مجید میں ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ٥

ترجمہ: آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں وہ تمام آنکھوں کا ادراک فرماتا ہے اور وہ لطیف وخبیر ہے۔

حاضر کے بعد لفظ "ناظر" کے معنیٰ کی تحقیق سنیئے۔ مختار الصحاح (۱) میں ہے آنکھ کے ڈیلے کی سیاہی کو جس میں آنکھ کا تل ہوتا ہے، ناظر کہتے ہیں اور کبھی آنکھ کو ناظرہ کہا جاتا ہے۔

ناظر کا ماخذ نظر ہے۔ مفرداتِ راغب، مختار الصحاح، منجد اور صراح میں نظر کے حسب ذیل معنیٰ (۲) منقول ہیں۔

کسی امر میں تدبر اور تفکر کرنا، کسی چیز کا اندازہ کرنا، آنکھ کے ساتھ کسی چیز

---

(۱) مختار الصحاح ص۶۹۱ و الناظر فی المقلة السواد والاصغر الذی فیه انسان العین وقدیقال للعین الناظرة ۱۲

(۲) مفرداتِ راغب ص۵۱۷ النظر تقلیب البصر والبصیرة لا دراک الشی ورؤیته وقدیر ادبه التامل والفحص و قدیر ادبه المعرفة الحاصلة بعد الفحص و هو الرؤیة مختار الصحاح ص۶۹۱ والنظر والنظران بفتحتین تامل الشئ بالعین منجد ص ۸۹ نظر ینظر نظراً ومنظراً و منظرة و تنظاراً و نظرانا والیه ابصره و تامله بعینه، نظر نظراً فی الامر تدبره وفکر فیه یقدره ویقیه الشئ. صراح مطبوعہ مجیدی کانپور ص ۲۱۴ نظر نظر ابفتحتین نظران نگریستن در چیزے بتامل یقال نظرت الی الشئ ۱۲

میں غور وتامل کرنا اور کسی چیز کا ادراک کرنے یا اسے دیکھنے کی غرض سے بصر وبصیرت کو پھیرنا۔ اس کے علاوہ نظر سے کبھی تامل وتلاش کے معنی بھی مراد لئے جاتے ہیں اور کبھی اس سے وہ معرفت اور رویئت مراد ہوتی ہے جو تلاش کے بعد حاصل ہو۔

امام راغب اصفہانی (۱) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کی طرف نظر فرمانے کے معنیٰ دیکھنا نہیں بلکہ صرف یہ معنیٰ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر احسان فرماتا ہے اور انہیں اپنی نعمتیں پہنچاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کفار سے کلام نہ فرمائے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا۔

مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن کافروں پر اللہ تعالیٰ کا کوئی انعام واحسان نہ ہوگا۔

تفسیر روح المعانی (۲) میں اسی آیہ کریمہ کی تفسیر میں ہے "لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ" کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ "کفار" پر مہربانی اور رحم نہیں فرمائے گا۔ اس کے بعد صاحب تفسیر (۳) فرماتے ہیں کہ جس کے حق میں لفظ "نظر" کا استعمال جائز نہیں (جیسا کہ اللہ تعالیٰ) اس کے لئے اگر یہ لفظ کبھی استعمال ہوا ہے تو وہ اپنے اصلی معنیٰ سے مجرد ہے اور صرف احسان کے معنیٰ میں ہے۔

---

(۱) مفردات امام راغب ص ۵۱۷ ونظر اللّٰہ تعالیٰ الی عبادہ وھو احسانہ الیھم وافاضتہ نعمہ علیھم قَالَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يُنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۱۲۔

(۲) روح المعانی ص ۱۸۰ پ۳ تحت آیہ کریمہ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمُ الآیۃ ای لا یعطف علیھم ولا یرحمھم ۱۲

(۳) ثم جاء فی من لا یجوز علیہ النظر مجرد المعنی الاحسان ۱۲

لغت حدیث کی مشہور کتاب مجمع بحار الانوار (۱) میں ہے کہ حدیث پاک "اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ" الیٰ اخر الحدیث میں نظر کے معنی دیکھنا نہیں بلکہ یہاں پسندیدگی رحمت اور مہربانی مراد ہے۔ اس کے بعد صاحب بحار الانوار فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نظر کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنے بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیتا ہے اور ان کا محاسبہ فرماتا ہے۔

اس روشن اور مدلل بیان کو پڑھ کر ہمارے ناظرین کرام نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ ان دونوں لفظوں کے اصلی اور حقیقی معنےٰ اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں بلکہ ان معانی سے اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا یقینی امر ہے۔

اس کے بعد یہ حقیقت خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ جب حاضر و ناظر کے اصلی معنی سے اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا واجب ہے تو ان لفظوں کا اطلاق بغیر تاویل کے ذات باری تعالیٰ پر کیوں کر ہوسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں حاضر و ناظر کوئی نام نہیں اور قرآن وحدیث میں کسی جگہ حاضر و ناظر کا لفظ ذات باری تعالیٰ کے لئے وارد نہیں ہوا نہ سلف صالحین نے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ لفظ بولا۔ کوئی شخص قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا کہ صحابہ کرام یا تابعین یا آئمہ مجتہدین نے کبھی اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کیا ہو۔

اور اسی لئے متاخرین کے زمانہ میں بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا شروع کیا تو اس دور کے علماء نے اس پر انکار کیا بلکہ بعض علماء نے اس اطلاق کو کفر قرار دے دیا۔ بالآخر یہ مسئلہ (کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر ہے یا نہیں) جمہور علماء کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ اس میں تاویل ہوسکتی

(۱) مجمع بحار الانوار، ج ۳ ص ۳۶۹، ان اللّٰہ تعالیٰ لا ینظر الیٰ صورکم الحدیث النظر ھنا الاختیار و الرحمۃ والعطف ۱۲، نظر اللّٰہ مجازاتہ و محاسبتہ

ہے اس لئے یہ اطلاق کفر نہیں اور تاویل یہ کی "حضور" کو مجاز اعلم کے معنی میں لیا جائے اور "نظر" کے مجازی معنی رویئت مراد لے لئے جائیں۔ اس تاویل کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہا جائے گا تو یہ اطلاق علیم و بصیر اور عالم من یریٰ کے معنیٰ میں ہوگا۔ ملاحظہ فرمایئے درمختار اور شامی (۱)

رہا یہ سوال کہ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر قرار دے دیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ صاحب درمختار کا "یا حاضر یا ناظر لیس بکفر" کہنا ہی اس امر کی روشن دلیل ہے کہ بعض علماء نے اس کو کفر کہا تھا ورنہ صاحب درمختار کا یہ قول بالکل لغو اور بے معنی قرار پائے گا کیوں کہ جب تک کوئی امر قابل انکار اور لائق تردید موجود نہ ہو اس وقت تک انکار اور تردید ممکن ہی نہیں! دیکھئے آج تک کسی نے یہ نہیں لکھا کہ اللہ تعالیٰ کو رحمٰن و رحیم کہنا کفر نہیں کیوں؟ محض اس لئے کہ کبھی کسی نے اللہ تعالیٰ کو رحمٰن و رحیم کہنا کفر قرار ہی نہیں دیا۔ معلوم ہوا کہ

---

(۱) شامی جلد ۳ ص ۳۳۷ (یا حاضر یا ناظر لیس بکفر) صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو یا حاضر یا ناظر کہنا کفر نہیں، اس پر علامہ شامی رقمطراز ہیں قولہ لیس بکفر فان الحضور بمعنی العلم شائع "مَایَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ" والنظر بمعنی الرؤیۃ "اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی" فالمعنی یا عالم یا من یریٰ بزازیہ "لیس بکفر" کی وجہ یہ ہے کہ یا حاضر یا ناظر میں تاویل ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ "حضور" علم کے معنی میں عام طور پر مستعمل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مَایَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ" کوئی سرگوشی تین افراد کی نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ ان کا چوتھا ہوتا ہے معلوم ہوا کہ کوئی فرد علم الٰہی سے باہر نہیں ہے۔ اسی طرح یا حاضر یا عالم کے معنی میں ہوگیا اور نظر رویت کے معنیٰ میں مستعمل ہے اور رویت اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں ہے "اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی" لہٰذا یا حاضر یا ناظر یا عالم یا من یریٰ کے معنیٰ میں ہوا۔ ۱۲ منہ

بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا اسی لئے کفر قرار دیا تھا کہ ان دونوں لفظوں کے لغوی معنی اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں لیکن جمہور علماء نے ان کو لغوی معنیٰ سے پھیر کر تاویل کر لی اور تاویل کے بعد حاضر و ناظر کے اطلاق کو اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز رکھا۔ اس تحقیق سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بغیر تاویل کے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا قطعاً جائز نہیں۔

اس کے بعد یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے کہ جو لوگ رسول اکرم ﷺ کے حق میں حاضر و ناظر کے اطلاق کو کفر و شرک کہتے ہیں یا تو وہ حاضر و ناظر کے معنی نہیں سمجھتے یا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے جیسا سمجھ لیا ہے کہ ایسے الفاظ کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کرتے ہیں جن کے معنیٰ لغوی صرف بندوں کے لائق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حق میں ان کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی۔

ممکن ہے اس مقام پر یہ اعتراض کیا جائے کہ فی زمانہ لفظ حاضر و ناظر، سمیع و بصیر اور علیم و خبیر یا بالفاظ دیگر ''عالم و من یریٰ'' (جاننے والا اور دیکھنے والا) کے معنیٰ میں اللہ تعالیٰ پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ اس لئے حضور کے حق میں اس کا استعمال انہی معنیٰ کا وہم پیدا کرے گا۔ لہٰذا حضور ﷺ کو حاضر و ناظر کہنا موہم شرک ہے۔

اس کے جواب میں اگرچہ اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ معترض کے ایہام شرک کی جڑیں ان ہی آیات قرآنیہ سے کٹ جاتی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے خاص ناموں مثلاً رؤف، رحیم، شہید وغیرہ سے موسوم کیا ہے۔ مگر مزید اطمینان کے لئے گزارش ہے کہ جس امر کو آپ ایہام شرک کی بنیاد قرار دے رہے ہیں بعینہ وہی امر قرآن مجید کی روشنی میں حضور سید عالم ﷺ کے لئے ثابت ہے۔ دیکھئے سمیع، بصیر، علیم، خبیر، عالم اور من یریٰ سب کا اطلاق حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر قرآن مجید میں موجود ہے۔ آیہ کریمہ ''اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ'' پ۱۵ رکوع

وَرَفَعنَالَکَ ذِکرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اُونچا تیرا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب نافع شیخ وشاب مفید عاقل موقظ غافل

مسمّٰی بہ

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

المعروف

فیصلہ مسائل

(جلد اوّل)

اضافات جدیدہ و ضمیمہ عجیبہ کے ساتھ

جس میں موجودہ زمانہ کے عام مختلف فیہ مسائل کا نہائیت محققانہ مدلّل فیصلہ کردیا گیا ہے

مُصنّفہ
حضرت حکیم الامت مولٰنا المفتی الحاج احمد یار خاں صاحب اوجھانوی بدایونی مدظلہ
سرپرست مدرسہ غوثیہ گجرات پاکستان

باھتمام
محمد اقتدار خاں عرف مصطفٰے میاں

ناشر:۔ مفتی اقتدار احمد خان مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

رہنے کی طاقت ہے تو حضور علیہ السلام میں بدرجہ اولیٰ یہ صفت ہے۔

(۲) دنیا میں پانی اور دانہ ہر جگہ موجود نہیں۔ بلکہ خاص خاص جگہ ہے۔ پانی تو کنوئیں اور نالاب و دریا وغیرہ میں ہے دانہ کھیت یا گھروں وغیرہ میں۔ مگر ہوا اور دھوپ عالم کے گوشہ گوشہ میں ہے کہ فلاسفہ کے نزدیک خلا محال ہے ہر جگہ ہوا ہے۔ اس لئے کہ ہوا اور روشنی کی ہر وقت ہر چیز کو ضرورت ہے اور حبیب خدا علیہ السلام کی بھی ہر مخلوق الٰہی کو ہر وقت ضرورت ہے جیسا کہ ہم روح البیان وغیرہ کے حوالے سے ثابت کر چکے تو لازم ہے کہ حضور علیہ السلام کی ہر جگہ جلوہ گری ہے۔

(۳) حضور علیہ السلام تمام عالم کی اصل ہیں۔ وَكُلُّ الْخَلْقِ مِنْ نُّوْرِيْ اور اصل کا اپنی فرع میں مادہ کا سارے مشتقات میں ایک کا سارے عددوں میں رہنا ضروری ہے ؎

ہر ایک ان سے ہے وہ ہر اک میں ہیں وہ ہیں ایک علم حساب کے
بنے دوجہاں کی وہ ہی بنا۔ وہ نہیں جو ان سے بنا نہیں!

دوسرا باب (۲)

مسئلہ حاضر و ناظر پر اعتراضات کے بیان میں

اعتراض (۱) ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہے عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۔ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ لہذا غیر میں یہ صفت ماننا شرک فی الصفت ہے۔

جواب: ہر جگہ میں حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں۔ خدائے تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے کتب عقائد میں ہے۔ لَا يَجْرِيْ عَلَيْهِ زَمَانٌ وَّلَا يَشْتَمِلُ عَلَيْهِ مَكَانٌ ۔ خدا پر نہ زمانہ گزرے کیونکہ زمانہ سفلی اجسام پر زمین میں رہ کر گزرتا ہے انہیں کی عمر ہوتی ہے۔ چاند سورج تارے حور و غلمان فرشتے بلکہ آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام معراج میں حضور علیہ السلام زمانہ سے علیحدہ ہیں اور نہ کوئی جگہ خدا کو گھیرے خدا تعالیٰ حاضر ہے مگر بغیر جگہ کے اسی لئے ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ کو متشابہات سے مانا گیا ہے اور بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ وغیرہ آیات میں مفسرین فرماتے ہیں عِلْمًا وَّقُدْرَةً یعنی اللہ کا علم اور اس کی قدرت عالم کو گھیرے ہوئے ہے ؎

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہیں جن کے ہیں یہ مکان وہ خدا ہے جس کا مکان نہیں

خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے۔ ہر جگہ میں ہونا تو رسولِ خدا ہی کی شان ہو سکتی ہے اور اگر مان بھی لیا جائے بفرضِ محال تو بھی حضور علیہ السلام کی یہ صفت عطائی۔ حادث مخلوق قبضہ الٰہی میں ہے اور خدا کی یہ صفت ذاتی قدیم غیر مخلوق ہے کسی کے قبضے میں نہیں اتنے فرق ہوتے ہوئے شرک کیسا؟ جیسے کہ حیوٰۃ سمع بصر وغیرہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کتاب البدعات صفحہ ۹۱ میں ہے "فخر دوعالم علیہ السلام کو مولود میں حاضر جاننا بھی غیر ثابت ہے اگر باعلام اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو شرک نہیں ورنہ شرک ہے" یہ ہی مضمون براہین قاطعہ صفحہ ۲۳ میں ہے مولوی رشید احمد صاحب نے رجسٹری کرادی کہ غیر خدا کو ہر جگہ حاضر وناظر جاننا بہ عطاء الٰہی شرک نہیں اگر کوئی کہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ خالقیت وجوب قدم وغیرہ دیگر صفاتِ الٰہیہ بھی پیغمبروں کو عطائی مان لو اور حضور کو خالق واجب قدیم کہا کرو تو اس کا جواب یہ ہے کہ چار صفات قابلِ عطا نہیں کہ ان پر الوہیت کا مدار ہے، وجوب، قدیم، خلق، نہ مرنا دیگر صفات کی تجلی مخلوقات میں بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے سمع بصر حیات وغیرہ مگر ان میں بھی بڑا فرق ہوگا رب کی یہ صفات ذاتی، واجب، نہ مٹنے والی اور مخلوق کی عطائی، ممکن، فانی ؂

جو ہوتی خدائی بھی دینے کے قابل ❊ خدا ان کے آتا وہ بندا خدا

اعتراض (۲) قرآن کریم نے فرمایا۔ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ۔ — آپ ان کے پاس نہ تھے جبکہ وہ لوگ اپنے قلم پانی میں ڈال رہے تھے۔

حضرت مریم کے حاصل کرنے کے لیے۔

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ۔ — آپ اُنکے پاس نہ تھے جبکہ انہوں نے اپنے معاملہ پر اتفاق کیا

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَى مُوسَى۔ — آپ مغربی کنارہ میں نہ تھے جبکہ ہم نے حضرت موسیٰ کی طرف حکم بھیجا۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا۔ — آپ طور کی طرف نہ تھے جبکہ ہم نے حضرت موسیٰ کو آواز دی

ان آیات سے معلوم ہوا کہ گذشتہ زمانہ میں جو یہ مذکورہ واقعات ہوئے اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے صاف ظاہر ہوا کہ حضور علیہ السلام ہر جگہ حاضر وناظر نہیں۔

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ جمیلہ کمالاتِ جلیلہ
اور سیرتِ طیبہ

سُرورُ القلوب

بذکرِ المحبوب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امام المتکلمین مولانا شاہ نقی علی خاں بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۴۶ھ ——— ۱۲۹۷ھ

۱۸۳۰ء ——— ۱۸۸۰ء

والد ماجد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

شبیر برادرز ۰ اردو بازار لاہور ۲

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیلہ کمالات جلیلہ
اور سیرتِ طیبہ

سرور القلوب

بذکر المحبوب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امام المتکلمین مولانا شاہ نقی علی خاں بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۴۶ھ ــــــ ۱۲۹۷ھ

۱۸۳۰ء ــــــ ۱۸۸۰ء

والد ماجد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

شبیر برادرز ○ اردو بازار لاہور ۲

کتاب ـــــ سرور القلوب فی ذکر المحبوب
تصنیف ـــــ امام المتکلمین مولانا شاہ نقی علی خاں بریلوی قدس سرہٗ
کتابت ـــــ محمد نعیم ۔ حضرت کیلیانوالہ ۔ گوجرانوالہ
پیرابندی و اصلاح رسم الخط ـــــ جناب فدا حسین فدا، مدیر مہر و ماہ، لاہور
مصحح ـــــ مولانا الحاج محمد منشا تابش ۔ قصوری
پیش لفظ ـــــ محمد عبد الحکیم شرف قادری
اشاعت بار دوم ـــــ ۱۹۱۸ء مطبع نولکشور، لکھنو
اشاعت بار سوم ـــــ ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء
تعداد ـــــ گیارہ سو (۱۱۰۰)
ناشر ـــــ شبیر برادرز ۔ اردو بازار لاہور
قیمت ـــــ
مطبع ـــــ رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز ریتی گن روڈ لاہور

بڑے بڑے دلاور اس راہ میں بید کی طرح کانپتے ہیں تیری کیا حقیقت جو اپنی موہومات و متخیلات پر سر ہلاتا ہے۔ اور اس حرکت کو کمال سمجھتا ہے آدمی مرقع اور سجادہ اور طامات سے صوفی نہیں ہوتا۔ مثال تیری مانند اس عورت کے ہے کہ زرہ اور خود پہنے ہتھیار لگائے میدان میں کھڑی ہے۔ اور نہیں جانتی کہ مردان کار وقتِ کارزار کیا کرتے ہیں ؎

رنگے کپڑے جو تم نے تو ہوا کیا
بے جوگی نہ لیکن جوگ سیکھا

کاش اپنی حقیقت جانتا کہ کون ہے کہاں سے آیا، کس لیے آیا کہاں جائے گا کیسے جائے گا وہاں کیا ہوگا؟ تو ایسا دعویٰ نہ کرتا اس لیے کہتے ہیں کہ تکبر اور عجب جہل سے ناشئ علم کے منافی ہے۔ اور علم پر اترانا جہل مرکب جنھیں علم دین کی کیفیت حاصل ہوئی اپنے علم و عمل کو محض خدا کی عنایت سے سمجھتے ہیں نہ استعداد نفس سے۔ بلکہ اس سرکش کو سخت پکڑتے اور ہر وقت ملامت کرتے ہیں۔ ہر چند نفس اصل خلقت میں خیر سے متنفر اور شر کی طرف راغب ہے۔ مگر تدبیر سے راہ پر آسکتا ہے۔ الغرض جس کام میں بہت فائدہ سمجھتا ہے اس کے لیے تھوڑی تکلیف گوارا کرتا ہے۔ اور جب آئینۂ علم و نصیحت کا اس کے سامنے رکھا جاتا ہے جہل و غفلت سے نجات پاتا ہے۔

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ

پس تو بھی اپنے نفس کی تہذیب و تادیب کی طرف متوجہ ہو اور اس سے کہہ اے نفس! اگر سپاہی بادشاہ کا کسی کو پکڑنے آئے اور وہ کھیل میں مشغول رہے اس سے زیادہ احمق کون ہے؟ غور سے دیکھ کہ لشکر مُردوں کا دروازہ شہر پر بیٹھا ہے۔ اور عہد کرتے ہیں کہ جب تک تجھے ساتھ نہ لیں گے ہرگز نہ اٹھیں گے اور بہشت و دوزخ تیرے لیے تیار ہے۔ اور موت کا وقت معلوم نہیں ناگاہ سر پہ آجائے گی۔ اور جو سامان تیار نہ ہوگا

تو دل میں حسرت رہ جائے گی۔ اے نفس رات دن گناہ کرتا ہے اگر خدا کو حاضر ناظر نہیں سمجھتا تو محض جاہل ہے۔ اور سمجھتا ہے تو بڑا بے حیا ہے اور بے شرم کہ اس کے سامنے ایسی حرکت کرتا ہے۔ اے نفس! اگر تیرا غلام یا نوکر تیری نافرمانی کرے تو کس قدر ناگوار ہوتا ہے۔ اور تو اپنے آقا کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کے غضب سے نہیں ڈرتا کیا اس کے عذاب کی تجھے طاقت ہے۔ ذرا چراغ پر انگلی رکھ یا دھوپ میں بیٹھ کر غور کر کہ تحمل دوزخ کی آگ کا ہو سکے گا۔ یا نہیں۔

اے نفس! طبیب کے کہنے سے سب خواہشیں ترک کر دیتا ہے۔ اور فقیری کے خوف سے تحصیل معاش میں ہزار رنج و تکلیف اٹھاتا ہے۔ کیا تیرے نزدیک دوزخ بیماری اور دنیا کی محتاجی سے زیادہ سخت نہیں؟ اے نفس! اگر تو خدا کی تقسیم پر راضی ہے۔ تو قناعت کر اور جو راضی نہیں تو اس کا رزق مت لے اور رازق ڈھونڈھ اگر ڈھونڈھ سکے۔ اے نفس! خدا جس بات سے منع کرے مت کر اور جو حکم دے بجالا ورنہ اس کے ملک سے نکل جا۔ اگر نکل سکے۔ اس کے ملک میں رہنا اور اس کی نافرمانی کرنا بڑی نادانی ہے اے نفس! گناہ سب سے چھپا کر کرتا ہے اگر کوئی تیری بیٹھ کے پیچھے پنکھا جھلے تو ہرگز تجھ سے مباشرت اور چوری نہ ہو سکے۔ اور غور سے دیکھ ان درختوں کو کون ہلاتا ہے؟ اور تو کس کے سامنے گناہ کرتا ہے اے نفس! اگر تو سمجھتا ہے کہ خدا نے تجھے عبث پیدا کیا ہے تو منکرِ قرآن ہے

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى۔

اور جو یقین رکھتا ہے کہ مجھے اس عالم میں کھیتی اور سوداگری کے لیے بھیجا ہے تو عبادت میں کاہلی کیوں کرتا ہے اگر خالی ہاتھ جائے گا تو مولیٰ کو کیا منہ دکھائے گا اے نفس بدون ہمت تو دو حرف سیکھ کر ایسا مغرور ہوا کہ دونوں عالم میں نہیں سماتا۔ دستار خواجگی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَ الْجِنُّ تَهْتِفُ وَ الْأَنْوَارُ سَاطِعَةٌ
وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَعْنىً وَّ مِنْ كَلِمٖ

عقائد و معمولاتِ اہلسنّت خصوصاً میلاد و فاتحہ وغیرہ کے موضوع پر لکھی گئی اپنی نوعیت کی واحد کتاب

انوار ساطعہ

در بیان

مولود و فاتحہ

تصنیف لطیف

محقق دوراں مفتی زماں حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبدالسمیع سہارن پوری [۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء]

خلیفہ: حضرت مولانا حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی - ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء - علیہما الرحمۃ والرضوان

تسہیل و تحشیہ، تخریج و تحقیق

محمد افروز قادری چریاکوٹی

پروفیسر: دلاس یونیورسٹی - کیپ ٹاؤن - جنوبی افریقہ

تقسیم کار: اِدارہ فروغ اسلام، چریاکوٹ، مئو، یوپی، انڈیا

تفصیلات

نام کتاب	:	انوارِ ساطعہ دربیان مولود و فاتحہ
تصنیف لطیف	:	حضرت مولانا محمد عبد السمیع بیدل رام پوری سہارن پوری - ۱۳۱۸ھ -
تسہیل و تجدید، تخریج و تحقیق	:	مولانا محمد افروز قادری ثقافی چریاکوٹی - عفی عنہ - پروفیسر: دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ ایڈیٹر: چراغِ اُردو، ماہانہ اُردو میگزین، ساؤتھ افریقہ afrozqadri@gmail.com
تقریب و تصحیح	:	حضرت علامہ محمد عبد المبین نعمانی قادری - دامت برکاتہم القدسیہ - رکن: المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ -
تقدیم نفیس	:	حضرت علامہ مولانا نفیس احمد مصباحی - مدظلہ العالی - استاذ: الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی -
مصدقین و مقرظین	:	شیخ المشائخ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، پایۂ حرمین حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی، ادیب اعظم مولانا محمد فاروق عباسی چریاکوٹی وغیرہ - رحمہم اللہ تعالیٰ -
سن تصنیف و طبع اول	:	۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء
نظر ثانی از مصنف و طبع دوم	:	۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء
طبع سوم	:	مطبع نعیمی، مرادآباد
طبع چہارم	:	جمادی الاولیٰ: ۱۴۲۸ھ / جون ۲۰۰۷ء (منجانب: طلبہ جامعہ اشرفیہ)
طبع پنجم	:	شوال: ۱۴۲۸ھ / اکتوبر ۲۰۰۷ء (المجمع الاسلامی، ملت نگر مبارک پور)
طبع ششم	:	ربیع الاول: ۱۴۳۱ھ / اپریل: ۲۰۱۰ء (ادارہ فروغ اسلام، چریاکوٹ)
صفحات	:	پانچ سو چھیانوے (۵۹۶)
قیمت	:	روپے
ناشر	:	

لمعہ سابعہ :

اعتـــراض : یہ اعتراض کہ محفل میلاد شریف میں رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- کی نسبت، مخاطب حاضر کے اشعار پڑھے جاتے ہیں حالاں کہ آپ نظر سے غائب ہیں اور یہ شرع میں جائز نہیں بلکہ کفر ہے۔

جـــواب: یہ بات تو معلوم ہے کہ عالم الغیب بالذات تو وہی ایک -جل جلالہ- کی ذات ہے۔ زمین وآسمان میں کوئی نہیں جو اللہ کے الہام وکشف کردینے کے بغیر خود بخود یقینی طور پر امورِ غیبیہ کو جان لے، نیز یہ بھی کہ کوئی ایسا نہیں جو عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک ہر مکان ،ہر زمان اور ہر آن میں اللہ تعالیٰ کی طرح حاضر و ناظر ہو۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ ان لوگوں پر کون سی کتاب نازل ہوئی ہے جس میں یہ الفاظ لکھے ہیں کہ غائب کی نسبت حاضر کے الفاظ بولنے کفر ہیں۔ ہم اس سلسلہ میں خاص جزئیہ پیش کرتے ہیں۔

قسطلانی وزرقانی وغیرہ محدثین لکھتے ہیں کہ حضور -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- کے خصائص میں ہے :

و منهـا أن الـمـصلي يخاطبه بقوله : الـسـلام عليک أيها النبي ، و الصلوٰة صحيحة و لا يخاطب غيره .

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ نمازی عین نماز میں رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- کو خطاب کرتا ہے اور تشہد کی حالت میں حاضر کا لفظ بولتا ہے: الـسـلام عـلـيـک أيـهـا الـنبي و رحمة اللّٰه و بركاته یعنی اے نبی محترم! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت وبرکت۔ اور ایسا خطاب کرنا نماز میں صحیح ہے جب کہ دوسرے کو نماز میں خطاب نہیں کیا جاسکتا اور اگر کرے تو نماز فاسد ہوجاتی ہے -انتہی-

بعض آدمی یہ کہتے ہیں کہ یہ تو قصہ معراج کی نقل نکالتے ہیں حالاں کہ اس میں حضرت کا خطاب مراد نہیں تو ان کا قول اس عبارت سے رد ہوگیا کیوں کہ اس میں يـخـاطبه لفظ صریح موجود ہے۔ علاوہ ازیں شامی نے بھی رد کیا ہے :

لا يقصد الإخبار و الحكاية عما وقع في المعراج .

یعنی وہ اپنی نماز میں معراج کے اندر ہوئے واقعہ کی حکایت کرنے اور خبر دینے کا قصد و

اشرف التفاسیر
تفسیر نعیمی
حضرت حکیم الامت مولانا الحاج مفتی
مصنف: احمد یار خاں نعیمی اشرفی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

اشرف التفاسیر

تفسیر نعیمی

مصنف

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ اسلامیہ

۴۰۔ اردو بازار ٭ لاہور

نام کتاب —— تفسیر نعیمی (پارہ اول)

مصنف —— حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

تعداد صفحات —— 720

کمپوزنگ —— لیزر کمپوزنگ ان' سٹار سائنس مارکیٹ'
تکیہ اہل والا' آبکاری روڈ' نیو انار کلی' لاہور

پرنٹر ——

ناشر —— مکتبہ اسلامیہ

غزنی سٹریٹ وسعت میاں مارکیٹ 38۔ اردو بازار لاہور
Ph:7354851

ہے تو خدا کے سوا نبیوں کو اپنا شفیع جاننا اور ان کو اس دن حاجت روا ماننا اس آیت کے خلاف ہے۔ بد عتی لوگ اولیاء اللہ اور پیروں کی نذر نیاز اس لئے کرتے ہیں کہ یہ لوگ قیامت کے دن ان کے کام آئیں یہ عقیدہ بالکل مشرکانہ عقیدہ ہے۔ جواب: شفاعت اور بندوں کی حاجت روائی حق تعالیٰ کے مالک ہونے کے بالکل خلاف نہیں۔ انبیاء کرام اولیاء اور علماء اس لئے شفاعت نہ کریں گے کہ وہ اس دن کے حقیقی مالک ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ مالک حقیقی کے پیارے ہیں ان کی بات وہاں سنی جاتی ہے۔ اگر وہ مالک حقیقی ہوتے تو شفاعت کے کیا معنی؟ وہ خود بخش دیتے دنیا میں بھی ہر چیز کا مالک پروردگار ہی ہے مگر سلاطین بھی بڑے حاکموں کی بارگاہ میں شفاعت (سفارش) ہی سے کام چلتا ہے ان شاء اللہ شفاعت کی پوری بحث آیت الکرسی کے تحت کی جائے گی اور ہم نے اپنی کتاب "شان حبیب الرحمان" میں بھی اس پر کافی روشنی ڈالی ہے۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ
تجھ ہی کو پوجیں ہم
ہم تجھ ہی کو پوجیں

تعلق: اس آیت کا تعلق گزشتہ آیتوں سے چند طرح ہے اولاً اس طرح کہ شروع سے اب تک حق تعالیٰ نے اپنے انعامات اور جباری اور ملکیت کا ذکر فرمایا۔ اس سے مقصود تھا کہ اللہ کی مخلوق اس کی اطاعت کی طرف رغبت کرے۔ کیونکہ احسان کی وجہ سے انسان اطاعت کی طرف رغبت کرتا ہے اور خوف ڈر سے طاعت سر بسجود ہوتا ہے۔ لہٰذا حکم ہوا کہ تم کہو ایاک نعبد تو گویا اب تک عبادت کی رغبت دلائی تھی۔ اب عبادت کا صریح حکم فرمایا۔ دوسرے اس طرح کہ حق تعالیٰ نے اس سے اپنے پانچ نام بیان فرمائے۔ اللہ، رب، رحمان، رحیم، اور مالک گویا یوں فرمایا۔ لہٰذا ہم تمہارے اللہ ہیں۔ پھر تم کو پالا لہٰذا ہم رب ہیں تم نے گناہ کئے ہم نے چھپائے پس ہم رحمان ہیں تم نے توبہ کی ہم نے مغفرت فرمائی لہٰذا ہم رحیم ہیں۔ تم ہمارے قبضے میں ہو۔ اور جزا اور سزا کا دن بھی آنے والا ہے۔ لہٰذا ہم مالک ہیں پس اے بندے تو ہماری عبادت کر اور عبادت کا مستحق وہی ہے۔ جس میں یہ صفتیں ہوں۔ لہٰذا یہ کہو کہ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ تیسرے اس طرح کہ انسان کے تین ہی حال ہیں۔ گزرے ہوئے، موجودہ اور آنے والے اور تینوں حالوں میں انسان رب کا محتاج کیونکہ جب موجود نہ تھا تو اس نے موجود کیا۔ جب کمانے کے قابل نہ تھا۔ اس نے رزق دیا۔ اس کو لفظ اللہ اور رب نے بیان کیا پھر موجودہ حالت میں ہر ہر آن ہر طرح رب کے محتاج اس کا ذکر رحمان اور رحیم میں فرمایا۔ اور پھر آئندہ قبر اور حشر میں رب ہی کے محتاج اس کو بیان کیا "مالک یوم الدین" نے تو ان آیات نے بتایا کہ اے انسان تو ہر حالت میں رب کا محتاج ہے اب فرمایا گیا کہ جس کے کرم کی تجھ کو ہر وقت ضرورت تھی اور رہے گی۔ تو اسی کی عبادت بھی کر۔

تفسیر: علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس آیت میں کلام کی روش چند طرح بدل گئی۔ اولاً یہ کہ اب تک خدا کا ذکر اس کے ناموں سے تھا۔ اب اس کو خطاب کیا گیا۔ دوسرے اب تک اللہ ہی کا ذکر تھا۔ اس آیت میں بندے کا بھی ذکر کیا گیا تیسرے اب تک رب تعالیٰ کی ہی صفات کا ذکر تھا۔ اب بندے کی صفات کا ذکر فرمایا۔ لیکن اس طرح کہ ایاک پہلے اور نعبد بعد میں ایاک کو اس لئے پہلے رکھا تاکہ اس میں حصر کے معنی پیدا ہو جائیں۔ یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ نیز حق تعالیٰ قدیم ہمیشہ سے

موجود۔ ہم حادث بعد میں پیدا ہونے والے جو پہلے سے ہو اس کو ذکر پہلے۔ جو بعد میں ہوا اس کو ذکر بعد میں نیز اس میں اس بات کی تعلیم ہے کہ جب انسان اپنا بھی اور رب کا بھی ذکر کرے تو رب کو ذکر پہلے کرے نیز اس میں اشارہ اس جانب ہے کہ عبادت کرنے والے کی نیت خالص رب کو راضی کرنے کی ہو نہ کہ دنیا کے دکھانے کی کیونکہ جو شخص ریا سے عبادت کرتا ہے۔ وہ خدا کا عابد نہیں بلکہ اس کا عابد ہے۔ جس کو دکھا رہا ہے میں نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے تو بہت روتے تھے۔ میں نے رونے کی وجہ دریافت کی۔ فرمانے لگے مجھے خبر نہیں کہ میں نماز پڑھنے میں سچا ہوں یا جھوٹا۔ کہ زبان سے تو کہہ رہا ہوں **اياك نعبد** اگر میرے قلب میں ذرہ بھر ریا ہوئی تو خدا کا حکم ہو گا کہ تو جھوٹا ہے۔ ارے کمبخت مسجد میں کھڑے ہو کر نماز کی حالت میں میرے سامنے ہاتھ باندھ کر مجھ سے جھوٹ بول رہا ہے کہ زبان سے کہتا ہے **اياك نعبد** (ہم تجھ ہی کو پوجتے ہیں) اور دل میں کسی اور کی پوجا کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس قول میں سچا کرے آمین۔ خطاب کا صیغہ اس لئے لایا گیا تاکہ بندہ اس وقت اپنے رب کو حاضر ناظر جانے کہ گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں یا وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ **اياك نعبد** گویا کہ نمازی نماز شروع کرتے وقت رب سے غائب تھا۔ اور اب خدا کی صفتیں بیان کرنے کی برکت سے بارگاہ میں اس طرح حاضر ہو گیا کہ اس کو دیکھ رہا ہے اور اس سے کلام کر رہا ہے نیز اب تک خدا کی صفتوں ہی کا بیان تھا۔ اور اب عرض و معروض ہے صفتوں کا بیان غائب کے صیغے سے اچھا ہوتا ہے۔ اور عرض و معروض حاضر کے صیغے سے۔ (نوٹ ضروری) نماز میں کسی کو خطاب کر کے کلام کرنا جائز نہیں۔ اگر کوئی ایسا کرے تو نماز جاتی رہے گی۔ سوا اللہ کے اور اللہ کے محبوب علیہ السلام کے اس طرح کہ یہاں کہتا ہے **اياك نعبد** اور التحیات میں کہتا ہے **السلام عليك ايها النبی** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی جس طرح اللہ کو حاضر ناظر جانے اسی طرح محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جس طرح رب کو راضی کرنے کی نیت کرے ایسے ہی اس کے محبوب علیہ السلام کو اسی لئے صحابہ کرام نے عین حالت نماز میں حضور علیہ السلام کا ادب کیا ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نعبد عبد سے بنا ہے۔ جس کے لغوی معنی ہیں "اظہار عجز" اسی لئے عام راستے کو عربی محاورے میں طریق معبد کہتے ہیں کیونکہ وہ ہر ایک کے پیر کے نیچے آتا ہے۔ (تفسیر کبیر) اصطلاح شریعت میں یا یہ عبادۃ سے بنا ہے یا عبودۃ سے عبادت کے معنی عابد بننا اور عبودت کے معنی عبد بننا (روح البیان) یا تو یہ معنی ہوئے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں یا یہ کہ تیرے ہی بندے بنتے ہیں۔ قرآن شریف میں عبد چار معنی میں استعمال ہوا مخلوق جیسے **عبادا لنا اولی باس شديد** مملوک جیسے من عبادکم مطیع جیسے **انه كان عبدا شكورا** فانی اللہ جیسے اسری۔ عبدہ مخلوق کا سب سے بڑا کمال عبدیت ہی ہے اس لئے کلمہ طیبہ میں عبدہ و رسولہ ہے اللہ کا بندہ صحیح ہونے کے دو رکن ہیں اغیار سے خالی ہو کر یار کا کاشانہ ہو۔ اس کی فرماں برداری میں لذت محسوس کرے ایک شرط ہے کہ اللہ کے پیاروں سے دلی محبت رکھے عالموں سے علم کاتبوں سے کتابت شاعروں سے شعر ملتے ہیں بندوں کی محبت سے بندگی ملتی ہے۔ عبادت کی اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ کسی کو خالق یا خالق کا حصہ دار مان کر اس کی اطاعت کرنا جب تک یہ نیت نہ ہو تب تک اسے عبادت نہیں کہا جائے گا اب بت پرست بت کے سامنے سجدہ کرتا ہے اور مسلمان کعبہ کے سامنے وہاں بھی پتھری ہیں لیکن وہ مشرک ہے اور ہم موحد ہندو اپنے دیوتاؤں رام چندر وغیرہ کو مانتا ہے مسلمان نبیوں ولیوں کو پھر کیا وجہ کہ وہ مشرک ہو گیا اور یہ موحد رہا۔ فرق یہی ہے کہ وہ انہیں الوہیت میں حصہ دار مانتا ہے ہم ان کو اللہ کا خاص بندہ مانتے ہیں بہر حال عبادت بہت سی قسم کی ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، بلکہ یوں سمجھو کہ جو جائز کام بھی رب کو راضی کرنے کی نیت سے

انوار شریعت
سنی دار الاشاعت
علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ
فیصل آباد پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

(ہزاروں مسائل کی معلومات کا خزینہ)

جامع الفتاویٰ

حصہ اوّل — تا — ہشتم

از

- افادات مجدد اسلام شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ
- حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ
- صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی قدس سرہٗ
- مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

مولانا محمد اسلم علوی قادری رضوی

80/-

الناشر

سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور

بار اول ـــــــــــــــ سنہ ۱۹۷۰ء سنہ ۱۳۹۰ھ

تعداد ـــــــــــــــ ایک ہزار

ناشر ـــــــــــــــ سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور

مطبوعہ ـــــــــــــــ دین محمدی پریس لاہور

کتابت ـــــــــــــــ غلام سرور قادری رضوی

قیمت ـــــــــــــــ سفید کاغذ ۱۲ روپے۔ نیوز پیپر ۱۰ روپے

طرح پر صدائیں کرتے ہیں :-

نسیما جانب کوئش گذر کن بگو آن نازنین شمشاد مارا

بہ تشریف قدوم موازنامے مشرف کن خراب آباد مارا

کہ بے پابوس تو اسباب شادی نشاند خاطر ناشاد مارا

اور فقیر کو یہ بات تجربہ و مشاہدہ اور اس فرقہ ظاہر پرست کے بیچ چند سال رہنے سے معلوم ہو چکی ہے کہ بوجہ نا پکڑنے مرشد کامل کے اس ذوق و نعمت عظمیٰ سے محروم و محجوب رہ جاتے ہیں اور ہم محبان خدا و رسول پر فتویٰ کفر و نفاق کے بوجہ حسد و عداوت کے لگانے لگ جاتے ہیں۔ ؎

ایکہ در عشقم ملامت میکنی معذور دار گر ترا انصاف باشد عذر م آری از کرم

اور ذرا فرقہ ظاہریہ کو اس آیت کریمہ کی طرف جو مشت نمونہ خروار تحریر کی جاتی ہے ملاحظہ کریں وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ اور بتلائیں کہ دولت مند بنانا اور فضل کرنا کس کا کام ہوتا ہے۔

اور محققین نے شرک کے معنے یہ کئے ہیں کہ الوہیت باری میں کسی کو شریک قرار دیا جائے جیسے کہ مجوسی کا عقیدہ ہے یا کسی کو مستحق عبادت قرار دیا جائے جیسے کہ بت پرست بتوں کو قرار دیتے ہیں۔ پس اس عبارت سے واضح ہوا کہ شرک کا مدار صرف گنتی و تعداد پر ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ توحید صرف وحدانیت پر عدد و دو منحصر ہے اور علاوہ اسکے یہ کہنا ان کا کہ وہ ہمارے جیسا بشر تھا نعوذ باللہ ہرگز ہرگز نہیں۔ ؎ چہ نسبت خاک را بعالم پاک

حدیث لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ یعنی فرمایا آپ نے کہ میں تم سے کسی ایک کی طرح نہیں ہوں۔ اور فرمایا اَيُّكُمْ مِثْلِيْ تم سے کون مجھ سا ہے۔ اور فرمایا اِنِّيْ اَبِيْتُ عِنْدَ رَبِّيْ۔ یعنی میں اپنے خداوند کریم کے پاس رات کاٹتا ہوں۔ اور فرمایا يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِيْ۔ یعنی مجھے میرا پروردگار کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور فرمایا آپ نے لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِيْ فِيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ یعنی واسطے میرے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے کہ نہیں گنجائش کرتا اسمیں فرشتہ مقرب۔ نقل از بحر الاسرار صفحہ ۶۱ و مشکوٰۃ اور علاوہ ان دلائل کے قرآن مجید میں کہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو مَا زَاغَ الْبَصَرُ فرمایا اور کہیں فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا یعنی میری آنکھوں میں ہے۔ اور کہیں قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى کا قرب فرمایا اور یہ باتیں ہم لوگوں کے لئے کہاں۔

سوال:- نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بوقت درود شریف یا تشہد پڑھنے کے حاضر سمجھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور آپ کی ذات ان اوقات میں حاضر ہوتے ہیں یا نہیں۔ مولوی محمد مستقیم غیر مقلد ساکن میترانوالی علاقہ لائلپور وغیرہ فرقہ نجدیہ بھی اسکو شرک و کفر سمجھتا ہے۔ یہ کیونکر ہے۔ جواب دو اجر ملیگا۔ (السائل چوہدری پیراندتا ساکن زیوال)

جواب: ہر وقت اور ہر لحظہ خداوند کریم کی ذات کو حاضر ناظر سمجھنا چاہیئے۔ لیکن ان اوقات مخصوصہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر سمجھنا یا اپنے اقوال و افعال کے اوپر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مطلع ہونے کا اعتقاد رکھنا جائز ہے۔ اسمیں کوئی قباحت نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں بایں طور مذکور ہے وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا اور تین جگہ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا اور دوسری جگہ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا یعنی ہوگا رسول اوپر تمہارے قیامت میں گواہ۔ پس ان آیات بینات سے واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں پر گواہ ہوں گے اور اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے کو شاہد بنایا۔ اور شاہد کے واسطے مشاہدہ ہونا ضروری ہے اور جو شخص بلا دیکھے گواہی دے تو اسکی گواہی عند الشرع نامنظور و نامقبول ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ایک افعال و اقوال امت مرحومہ کے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ جیسا کہ خود طبری نے حدیث بیان کی ہے کہ آیت سوم نازل ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب باری میں عرض کیا کہ یا رب العالمین تو نے خود مجھے حکم دیا ہے کہ جو شخص بلا دیکھے اور مشاہدہ کے گواہی دے تو اسکی گواہی مردود و نامقبول عند الشرع ہوگی۔ اور ادھر تو نے مجھے تمام لوگوں کی شاہدی کا حکم دیا ہے اور بلا دیکھے شہادت میری کیونکر قبول ہوگی۔ اور کسطرح گواہی دے سکوں گا فاوحی اللہ تعالےٰ اِلَيْهِ يَا اَيُّهَا السَّيِّدُ نَحْنُ اَسْرٰى بِكَ اِلَيْنَا نُشَاهِدُ مَلَكُوْتَ الْاَعْلٰى الخ پس اس پر اللہ تعالےٰ نے وحی بھیجی کہ اے سردار ہم آپ اپنی طرف بلائیں گے تاکہ تمام ملکوت اعلیٰ کا مشاہدہ کرا دیں اور اسکی تائید میں حدیث دلائل الخیرات شریف میں بایں طور مسطور ہے قِيْلَ اَرَاَيْتَ صَلٰوةَ الْمُصَلِّيْنَ عَلَيْكَ مِمَّنْ غَابَ عَنْكَ وَمَنْ يَاْتِيْ بَعْدَكَ مَا حَالُهُمَا عِنْدَكَ فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوةَ اَهْلِ مَحَبَّتِيْ وَاَعْرِفُهُمْ وَتُعْرَضُ عَلَيَّ صَلٰوةُ غَيْرِهِمْ عَرْضًا (ترجمہ) حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جو لوگ آپکو مخاطب کر کے آپ پر درود شریف پڑھیں یا بعد آپ کے تو ان کا درود پڑھنا آپ کو کسطرح معلوم ہوگا تو فرمایا آپ نے کہ میں اپنی محبت و عشق والوں کا درود خود حاضر ہو کر سنوں گا اور دوسروں کا فرشتہ موکل پہنچا دیا کرے گا۔ اور ابو داؤد و احمد و بیہقی و مشکوٰۃ میں نیز ابو ہریرہ سے اس امر پر حدیث شاہد ہے مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ یعنی فرمایا آپ نے کوئی شخص نہیں کہ درود بھیجے مجھ پر مگر اللہ تعالےٰ پھیر دیتا ہے مجھے روح میرے کو یہاں تک میں درود پڑھنے والے پر سلام کا جواب دیتا ہوں اور تحفہ احمدیہ میں و عین العلم و ملا علی قاری مرقات میں بھی اسطرح معنے کئے ہیں اور نجوم الشہابیہ صفحہ ۱۰۶ میں بین السطور معنے تحریر کئے ہیں۔ اور ابیات۔

سے قرآن وحدیث کی تمام عمر بُت پرستی پر نثار کر دیتے ہیں خسر الدنیا والدین ذٰلك هو الخسران المبین والعیاذ باللہ رب العالمین (وہ دنیا ودین دونوں میں خسارے میں ہے اور یہی واضح گھاٹا ہے اور پناہ اللہ رب العالمین کی ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

نوٹ

جلد چہاردہم ختم ہوئی، عنوان کتاب السیر جاری ہے
پندرھویں جلد بھی ان شاء اللہ سیر پر مشتمل ہو گی۔

الجواب

(۱) غیر نبی را بر نبی تفضیل کفر است اگر فضل جزئی مراد دارد و نیز بے ادب و بدزبان و بد خواہ مسلمانان و برہم زن دین و ایمان ست و تجاوز از حد ظلم ست و بغض او کفر و سائرش حرام، قال تعالٰی ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ[1]

و ہمچوں مظالم ملعونہ غیر ثابتہ و ثابتہ از پہلوئے اہانت اہل بیت کرام را تہی نیست، فضائل و مناقب آنہا نشر باید نہ آنچنانکہ در شمار زبوناں و خستگاں و بیچارگاں باشند ؎

کردم از عقل سوالے کہ بگو ایمان چیست
عقل در گوش دلم گفت کہ ایمان ادب ست

و مارا با یزید و افعال و اقوال ظالمانہ و منافقانہ آں پلید کارے نیست، اعاذنا اللہ تعالٰی منہ و امثالہ۔

(۱) غیر نبی کو نبی پر فضیلت دینا کفر ہے اگر جزئی فضیلت مراد ہو تو یہ بے ادبی، بدزبانی اور مسلمانوں کی بدخواہی اور دین و ایمان کو جلانا ہے اور حد سے تجاوز کرنا ظلم ہے ان کا بعض وغیرہ کفر و حرام ہے، اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا بیشک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اسی طرح غیر ثابت مظالم ملعونہ اور ثابتہ مذکورہ اہلبیت کرام کی اہانت سے خالی نہیں، اہلبیت کے فضائل و مناقب کا بیان ہونا چاہئے نہ یہ کہ ان کو بیچارگاں اور بے سہارا اور خستہ حال ثابت کیا جائے،

میں نے عقل سے پوچھا بتاؤ ایمان کیا ہے
تو عقل نے میرے دل کے کان میں کہا
ایمان سراپا ادب ہے۔

اور ہمیں یزید پلید اور اس کے ظالمانہ افعال و اقوال سے کوئی سروکار نہیں اللہ تعالٰی ہمیں اس سے اور اسکی امثال سے پناہ عطا فرمائے۔

(۲) سخن اول بے ادبی و سخن آخر کفر۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲) پہلی بات بے ادبی اور دوسری کفر ہے، واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۲۶۷

خدا کو ہر جگہ حاضر کہنا کیسا ہے؟

الجواب

اللہ عزوجل جگہ سے پاک ہے، یہ لفظ بہت بُرے معنی کا احتمال رکھتا ہے اس سے احتراز

---

[1] القرآن الکریم ۶۵/۱

لازم ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۶: از ریاست بہاولپور مقام فرید آباد ڈاک خانہ غوث پور مرسلہ مولوی نور احمد صاحب فریدی
۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

ھوالحق بشرف ملاحظہ عالیہ عالی جناب حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہم العالی مجدد مائۃ حاضرہ! یا حضرت اقدس دام فیوضاتکم العالیہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بصد آداب نیازمندانہ بجالاکر عارض ہوں کہ اس جگہ دربارۂ مسئلہ وحدۃ الوجود سماع علماء میں سخت اختلاف ہے، زید کہتا ہے مسئلہ وحدۃ الوجود حق ہے اور صحیح ہے جو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام واولیائے عظام علیہم الرضوان کا مشرب ہے اور سماع لاھلہ شرعًا درست ہے۔ ہردو مسائل کا ثبوت کتب اسلامیہ سے موجود ہے، بکر اس کے برخلاف ہے اور فتوٰی دیتا ہے کہ مشرب وحدۃ الوجود والے تمام کافر ہیں اور سماع بلاتخصیص مطلق حرام ہے اور اس کا مرتکب معاذ اللہ ملعون و کافر ہے اور ہردو مسائل کا ثبوت کسی کتاب اسلامی میں نہیں، فلہذا بکمال ادب معروض کہ بحوالہ کتب معتبرہ فتوائے خود سے امتِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی جواب سرفرازی بخشیں کہ ان میں سے کون حق پر ہے اور کون کاذب تاکہ تشویش اور خطرہ ایمانی بین المسلمین نہ آئے، والاجر علی اللہ (اجر اللہ کے پاس ہے۔ ت)

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، یہاں تین چیزیں ہیں: توحید، وحدت، اتحاد۔ توحید مدارِ ایمان ہے اور اس میں شک کفر، اور وحدتِ وجود حق ہے، قرآن عظیم و احادیث و ارشاداتِ اکابرِ دین سے ثابت، اور اس کے قائلوں کو کافر کہنا خود شنیع خبیث کلمۂ کفر ہے۔ رہا اتحاد وہ بیشک زندقہ و الحاد اور اس کا قائل ضرور کافر۔ اتحاد یہ کہ یہ بھی خدا وہ بھی خدا سب خدا۔ ع

گر فرق مراتب نکنی زندیق ست

(اگر تُو فرقِ مراتب نہ کرے تو زندیق ہے۔ ت)

حاش للہ اللہ اللہ ہے اور عبد عبد، ہرگز نہ عبد اللہ ہوسکتا ہے نہ اللہ عبد۔ اور وحدت وجود یہ کہ وہ صرف موجود واحد، باقی سب ظلال وعکوس ہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

کل شیئ ھالک الا وجھہ[1] ہر چیز فانی ہے سوائے اس کی ذات کے۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲۸ / ۸۸

مؤید تھے سب مرتد ہیں اور جنہوں نے اس کی حمایت و طرفداری کے لئے اس کے رد سے روکا وہ سب بھی اسلام سے نکل گئے، اس تقدیر پر مسلمانوں کو ان کے ساتھ وہی برتاؤ لازم ہے جو مرتدین کے ساتھ، ان سے میل جول حرام، سلام کلام حرام، موت و حیات میں کوئی معاملہ اسلامی ان سے برتنا حرام، اور اگر رد سے روکنا اور مجمع منتشر کر دینا اس کی طرفداری اور حمایت کے لئے نہ ہو نہ اس کے کلام ملعون کو کفر نہ جاننے کے باعث تو دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ یہ انسداد نیچریانہ تہذیب خبیث کے باعث ہے تو مداہنت و شیطنت ہے اور اس کے مرتکب عذاب شدید کے مستوجب، اور اگر یہ بھی نہیں بلکہ رد میں اندیشۂ فتنہ تھا رد کرنے والے کو اس سے بچانے کے لئے یہ بندش کی تو بحال صحت اندیشہ اور غلبہ مفسدہ ان روکنے والوں پر الزام نہیں،

انما الاعمال بالنیات و انما لکل امرئ مانوی[۱]۔ اعمال کا مدار نیات پر ہے اور ہر آدمی کا حکم اس کی نیت کے مطابق ہے (ت)

اور اگر وہ الفاظ ملعونہ کلام مقرر میں بعینہا سے تھے نہ ایسے الفاظ جو ان معنی کو مؤدی ہوں، بلکہ سائل نے اس کا مقصود ایسا سمجھ کر اسے ان الفاظ سے تعبیر کیا تو اگر دلائل و قرائن و سیاق و سباق سے ثابت ہو کہ اس کا یہی مقصود تھا تو اس پر وہی حکم کفر و ارتداد ہے اور طرفداروں کے لئے بھی وہی احکام عود کریں گے جبکہ انہوں نے بھی یہی مقصود سمجھا یا، یہ مقصود ایسا واضح تھا جس کے سمجھنے میں کوئی اشتباہ نہ تھا، اور اگر دلائل و قرائن سے بھی مقصود ثابت نہ ہو تاہم اس میں شک نہیں کہ طرز ادب کے خلاف ہے، اس طور پر بیان دو ہی قوموں کا شیوہ ہے یا تو ملحدانِ بے دین یا وہابیان خوگر توہین، اور دونوں مردود و گمراہ ہیں، باقی سیاق و سباق کلام وغیرہ متعلقات کی سائل نے تفصیل نہ کی کہ کوئی شق متعین کی جاتی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۲۱: از کوچین ضلع ملیبار محلہ مٹانچیری مکان سیٹھ سلیمان قاسم میمن مرسلہ حاجی طاہر محمد مولانا۔
۲۰ جمادی الاولٰی ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خدا کو حاضر و ناظر سمجھنا کیسا ہے اور وہ کون ہے؟

الجواب

اللہ عزوجل شہید و بصیر ہے اسے حاضر و ناظر نہ کہنا چاہئے یہاں تک کہ بعض علماء نے اس پر تکفیر کا خیال فرمایا اور اکابر کو اس کی نفی کی حاجت ہوئی، مجموعۂ علامہ ابن وہبان میں ہے:

---

[۱] صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲

44 ویا حاضر و یا ناظر لیس بکفر[1] یا حاضر یا ناظر کہنا کفر نہیں۔(ت)

جو ایسا کہتا ہے خطا کرتا ہے بچنا چاہیے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۲۲ ۲۴ شعبان ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک نام کے مسلمان نے ایک کتاب ضوء نور الحق المبین عربی زبان میں لکھی اور چھپوا کر اپنے ہم خیالوں میں بہ تعداد پانچ ہزار تقسیم کی اور اس کو مجالس عام میں برسر منبر پڑھنے کا حکم دیا اور اس میں صفحہ ۴۳ پر یہ لکھا ہے:

فالمسلمون الذین یشہدون بکلمۃ الاخلاص وھم کافۃ اھل الجماعۃ والسنۃ وکلمۃ الاخلاص ھی التی قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ من قالھا مخلصا دخل الجنۃ وھی لاتقبل منھم وترد علیھم لانھم لم یقروا الابالرسول وحدہ وانکروا مرتبۃ الوصی۔

مسلمان وہ ہیں جو کلمہ اخلاص کی گواہی دیں اور وہ تمام اہل جماعت وسنت ہیں اور کلمہ اخلاص کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا فرمان ہے جس نے اخلاص کے ساتھ پڑھ لیا وہ جنتی ہے اور یہ کلمہ ان سے قبول نہیں کیا جائے گا اور ان پر رد کر دیا جائے گا کیونکہ انھوں نے صرف رسول کا اقرار کیا، مرتبہ وصی کا انکار کر دیا (ت)

اور صفحہ ۳۵ پر ہے:

وان امام زمانکم محل من الدین محل الرسول۔

تمھارے زمانے کے امام کا مقام دین میں وہی ہے جو رسول کا مقام ہے (ت)

اور صفحہ ۳۴ پر ہے:

وان وصیہ علیؑ امیر المؤمنین نظیرہ (ای نظیر الرسول) فی تمامہ وکمالہ۔

حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) امیر المومنین ہونے میں ان کی نظیر ہیں یعنی تمام وکمال میں رسول اللہ کی نظیر ہیں (ت)

اور صفحہ ۴۶ پر ہے:

وکان من کان فی ایامہ (ای ایام الرسول) لااستطاعۃ لھم فی قبول کل الحکمۃ

گویا جو ان کے ایام میں تھا (یعنی حضور کے ایام میں) کہ بیک وقت تمام حکمت کا

---

[1] مجموعہ ابن وہبان